ماڈیول کی تفصیلات اور اس کا خاکہ

Details of Module and its structure

ماڈیول کی تفصیلات **Module Detail**	
مضمون کا نام **Subject Name**	اردو **Urdu**
کورس کا نام **Course Name**	ثانوی سطح کے اردو اساتذہ کے لیے آن لائن تربیتی کورس **Online Course for Teachers Teaching Urdu at Secondary Stage**
ماڈیول کا عنوان **Module Name/Title**	سفر نامہ، سوانح اور خود نوشت سوانح کی تدریس **Safarnama, Sawaneh aur Khud Nawisht Sawaneh ki Tadrees**
ماڈیول آئی ڈی **Module ID**	**TUSS_SSK_18**
کلیدی الفاظ **Keywords**	سفر نامہ، سوانح، خود نوشت سوانح، حیات جاوید، یادگار غالب، الفاروق، سیر ایران، زرد پتوں کی بہار، یادوں کی برات

ڈیولپمنٹ ٹیم

Development Team

کردار **Role**	نام **Name**	ادارہ **Affiliation**
کورس کوآرڈینیٹر **Course Coordinators**	پروفیسر محمد فاروق انصاری **Prof. Mohd. Faruq Ansari** پروفیسر دیوان حنان خان **Prof. Diwan Hannan Khan**	ڈی ای ایل، این سی ای آر ٹی، نئی دہلی **DEL, NCERT, New Delhi**
کورس ایڈمنسٹریٹر **Course Administrator**	ڈاکٹر عزیر احمد **Dr. Uzair Ahmad**	ڈی ای ایل، این سی ای آر ٹی، نئی دہلی **DEL, NCERT, New Delhi**

ماڈیول:18

سفر نامہ، سوانح اور خودنوشت سوانح کی تدریس

فہرست

1	تمہید	3
2	مقاصد	3
3	سفر نامہ	3
3.1	سفر نامے کی تدریس	4
4	سوانح نگاری	5
4.1	سوانح نگاری کی تدریس	6
5	خودنوشت سوانح / آپ بیتی	8
5.1	آپ بیتی کی تدریس	8
6	خلاصہ	10

1 تمہید

اردو غیر افسانوی نثر کی معروف اصناف میں سفر نامہ، سوانح اور خود نوشت شامل ہیں۔ سفر نامے میں سفر کی روداد بیان کی جاتی ہے۔ جب کہ سوانح میں کسی شخصیت کے حالات زندگی پر روشنی ڈالی جاتی ہے۔ جب کہ کوئی شخص اپنی زندگی کے حالات و واقعات کو خود قلمبند کرے تو اسے خود نوشت سوانح یا آپ بیتی کہا جاتا ہے۔ اس سبق میں ہم مذکورہ اصناف پر گفتگو کریں گے۔

2 مقاصد

- سفر نامے کا فن، ابتدا اور ارتقا۔
- سوانح کا فن اس کی روایت۔
- خودنوشت سوانح کا فن اور روایت۔
- مذکورہ اصناف کی تدریس کے طریقہ کار۔

3 سفر نامہ

سفر نامہ ایک بیانیہ نثری صنف ہے۔ بعض سفر نامے منظوم بھی لکھے گئے ہیں۔ سفر نامے میں سفر کی روداد بیان کی جاتی ہے۔ سیاح اپنے سفر کے دوران جن مقامات کی سیر کرتا ہے، وہاں جو کچھ دیکھتا ہے، اس کی تفصیل سفر نامے میں پیش کر دیتا ہے۔ اس تفصیل میں جغرافیائی محل وقوع، تاریخی مقامات، تہذیب و تمدن، رسم و رواج، سماجی حالات، سیاسی صورت حال اور ادبی و ثقافتی سرگرمیاں وغیرہ جیسے بہت سے موضوعات شامل ہوتے ہیں۔ سفر نامہ نگار کے لیے ضروری ہے کہ وہ اپنے سفر کے احوال و کوائف سچائی اور ایمانداری کے ساتھ قلم بند کرے۔ اس کا انداز بیان دلچسپ ہونا چاہیے تا کہ قاری اسے توجہ سے پڑھے۔ جامعیت اور اختصار بھی سفر نامے کے لیے ضروری ہے۔ غیر ضروری تفصیل سفر نامے کو بوجھل اور غیر دلچسپ بنا دیتی ہے۔

اردو میں سفرنامے کا آغاز انیسویں صدی کے نصف میں ہوا۔ یوسف خاں کمبل پوش کا سفر نامہ "عجائباتِ فرنگ" اردو کا پہلا سفر نامہ ہے جو 1847 میں لکھا گیا تھا۔ انیسویں صدی کے اہم سفر ناموں میں محمد حسین آزاد کا "سیر ایران"، شبلی نعمانی کا "سفر نامۂ روم و مصر و شام" اور مولانا عبدالحئی کا "دہلی اور اس کے اطراف" قابل ذکر ہیں۔

بیسویں صدی میں جب آمد و رفت کے وسائل میں اضافہ ہوا اور کم سے کم وقت میں مختلف مقامات کا سفر آسان ہو گیا تو سفر نامے بھی خوب لکھے جانے لگے۔ اس دوران مذہبی، ادبی، سیاسی، جغرافیائی، تاریخی اور سوانحی سفر نامے کثرت سے لکھے گئے۔ منشی محبوب عالم کا "سفر نامۂ یورپ"، سر عبدالقادر کا "مقامِ خلافت"، مولوی محمد قصوری کا "مشاہداتِ کابل و داغستان"، قاضی عبدالغفار کا "نقشِ فرنگ"، سید سلیمان ندوی کا "سفر نامۂ برما"، بیگم حسرت موہانی کا "سفر نامۂ عراق"، احتشام حسین کا "ساحل اور سمندر"، خواجہ حسن نظامی کا "سفر نامۂ شام و مصر و حجاز و لبنان"، خواجہ احمد عباس کا "مسافر کی ڈائری"، بیگم اختر ریاض کا "سمندر پار سے"، اشفاق احمد کا "سفر در سفر" اور مستنصر حسین تارڑ کا "نکلے تری تلاش میں" اور "اندلس میں اجنبی" وغیرہ اہم سفر نامے ہیں۔

اردو میں حج کے سفر نامے بھی خاصی تعداد میں لکھے گئے ہیں۔ اس ذیل میں مولانا عبدالماجد دریابادی کا "زادِ راہ" ممتاز مفتی کا "لبّیک"، نسیم حجازی کا "دیارِ حرم" ماہر القادری کا "کاروانِ حجاز"، مرتضٰی حسین کا "بدر سے کوفہ تک" اور غلام الثقلین کا "ارضِ تمنا" مشہور ہیں۔ بعض سفر نامے مزاحیہ انداز میں بھی لکھے گئے ہیں۔ ان میں کرنل محمد خاں کا "بہ سلامت روی"، ابن انشا کا "چلتے ہو تو چین کو چلیے"، "آوارہ گرد کی ڈائری"، "دنیا گول ہے"، "ابن بطوطہ کے تعاقب میں"، شفیق الرحمٰن کا "دجلہ"، عطاء الحق قاسمی کا "شوقِ آوارگی" جمیل الدین عالی کا "تماشا مرے آگے" اور مجتبیٰ حسین کا "جاپان چلو، جاپان چلو" اہم ہیں۔

3.1 سفر نامے کی تدریس

استاد اپنی گفتگو کا آغاز اپنے ہی کسی سفر کی روداد سے کر سکتا ہے۔ طلبا سے بھی یہ کہا جا سکتا ہے کہ وہ اپنے سفر کا حال بیان کریں۔ ان باتوں سے کلاس میں سفر نامے پر گفتگو میں مدد ملے گی۔ کچھ لوگ سفر سے پہلے ہی سفر نامہ لکھنے کا پروگرام بنا لیتے ہیں۔ دورانِ سفر ساتھ میں ڈائری رکھتے ہیں اور ضروری باتیں لکھتے جاتے ہیں۔ سفر سے واپس آکر ساری باتیں تفصیل کے ساتھ دلچسپ زبان میں لکھتے ہیں۔ اس طرح کی تحریر کو سفر نامہ کہا جاتا ہے۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ سفر نامہ وہ تحریر ہے جس میں سفر نامہ لکھنے والا جو کچھ دیکھتا ہے اسے اپنے داخلی احساسات کے ساتھ بیان کرتا ہے۔ سفر نامے کے لیے ضروری ہے کہ لکھنے والے کی زبان دلکش ہو، اس کا مشاہدہ گہرا ہو اور وہ سفر

نامہ اس طرح لکھے کہ پڑھنے والا خود کو اس سفر میں شریک محسوس کرے۔ سفر نامے میں تاریخ، جغرافیہ اور تہذیب و تمدّن کے بیان کے علاوہ افسانے، ناول اور رپور تاژ کا انداز بھی پایا جاتا ہو۔

"گلستان ادب" میں رام لعل کا سفر نامہ "زرد پتوں کی بہار" کی تدریس کے وقت استاد طلبا کو یہ بتائیں کہ یہ سفر نامہ پاکستان میں مصنّف کے گزارے گئے روز و شب کے احوال ہیں۔ یہاں یہ بھی بتانا اہم ہے کہ ایک خاص خطۂ زمین پر بسنے والے لوگوں کے حالات اور ان کے جذبات و احساسات مسافر کو کس طرح متاثر کرتے ہیں۔ طلبا کو اردو کے اہم سفر ناموں سے واقف کرایا جائے اور نصاب میں شامل سفر نامہ "زرد پتوں کی بہار" کی خصوصیات بیان کی جائیں۔

4 سوانح نگاری

سوانح نگاری ایک بیانیہ صنف ہے۔ زندگی کے واقعات کو تاریخ اور ترتیب کے ساتھ لکھنا سوانح نگاری ہے۔ سوانح عمری میں جس شخص کی زندگی کے حالات لکھنا مقصود ہے، اس کے مزاج اور اس کی نفسیات اور اصل فطرت کو بھی سوانح نگار سمجھنے کی کوشش کرتا ہے۔

سوانح کا موضوع عموماً کسی ایسی شخصیت کو بنایا جاتا ہے جس نے ادبی، سیاسی یا سماجی سطح پر کوئی بڑا کارنامہ انجام دیا ہو۔ لیکن سوانح نگار صرف شخصیت ہی کو موضوع نہیں بناتا بلکہ اس شخص کے عہد، تہذیبی و ثقافتی نیز سیاسی و سماجی صورتحال پر بھی نگاہ ڈالتا ہے اور اس کا تجزیہ کرتا ہے۔

سوانح نگار غیر معمولی واقعات کے بیان کے علاوہ صاحبِ سوانح کے وطن، خاندانی پس منظر، بچپن، اور تعلیم کے مراحل پر بھی خصوصی توجہ کرتا ہے۔ اسی طرح کسبِ معاش کی جدوجہد، ملکی و ملّی خدمات، نظریات اور اس کے عقائد بھی زیرِ بحث آتے ہیں۔ اپنے عہد کے اہم و غیر اہم رجحانات یا تحریکات سے اس کی وابستگی اور اپنے عہد کے دوسری اہم علمی و ادبی شخصیات سے اس کے تعلق کی نوعیت، اس کی رفاقتیں، رقابتیں اور اختلافات بھی کسی شخص اور شخصیت کو سمجھنے میں معاون ہوتے ہیں۔ ان سرگرمیوں پر بے لاگ رائے بھی دی جاتی ہے۔

اردو کی اہم سوانح عمریوں میں مولانا الطاف حسین حالی کی "یادگارِ غالب" ، "حیاتِ جاوید"، علامہ شبلی نعمانی کی "الفاروق" ، "سیرۃ النبیؐ"، سید سلیمان ندوی کی "سیرۃِ عائشہؓ"، اکرام اللہ ندوی کی 'وقارِ حیات"، شیخ محمد اکرام کی "غالب نامہ"، عبدالماجد دریابادی کی "محمد علی۔۔ذاتی ڈائری" اور جاوید اقبال کی "زندہ رود" وغیرہ اہمیت کی حامل ہیں۔

4.1 سوانح نگاری کی تدریس

کلاس روم کی فضا کو دلچسپ بنانے کے لیے معلّم طلبا کو کسی اہم ادیب، شاعر، قومی و ملّی رہنما اور تعلیمی و سماجی خدمت گار کی حیات و خدمات کے تعلق سے واقعات سنا سکتے ہیں۔

جب طلبا کی دلچسپی اچھی طرح قائم ہو جائے تو انھیں یہ بتایا جا سکتا ہے کہ سوانح ادب اور تاریخ کا امتزاج ہے۔ جس فن پارے میں کسی اہم شخصیت کی زندگی کے حالات بیان کیے جائیں اُسے سوانح کہتے ہیں۔ سوانح کا تعلق تاریخ سے ہے اور تاریخ کے بیان میں سچائی اور دیانت داری کا ہونا لازمی ہے اس لیے سوانح نگار کا یہ فرض ہے کہ وہ جب کسی کی سوانح لکھے تو سچائی اور حقیقت کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑے، ساتھ ہی سوانح کی زبان ادبی ہو، اس میں فن کاری کا مظاہرہ کیا گیا ہو۔ اس مرحلے سے گزرنے کے بعد طلبا سے یہ پوچھا جا سکتا ہے کہ سوانح کسے کہتے ہیں؟ طلبا پر یہ اچھی طرح واضح ہونا چاہیے کہ کسی بڑی اور اہم شخصیت کی سوانح کے مطالعے سے انسان بہت کچھ سیکھتا ہے۔ اس عہد کی تاریخ و تہذیب کے علاوہ اُس اہم شخصیت کی ذاتی خوبیاں، نیکیاں اور قربانیاں ہم پر عیاں ہوتی ہیں تو ان سے ہماری بھی اصلاح ہو جاتی ہے۔ ان شخصیتوں کی سوانح عمری کو پڑھنے کے بعد ہم ذہنی طور پر ان کے اس قدر قریب ہو جاتے ہیں جتنی قربت شاید ذاتی ملاقاتوں سے بھی حاصل نہیں ہو سکتی۔ سوانح کا دلچسپ اور پُر لطف ہونا بھی ضروری ہے تاکہ پڑھتے وقت قاری کی دلچسپی قائم رہے۔

طلبا کو بتایا جائے کہ جھوٹ، مبالغہ، جانبداری اور تعصب پر مبنی سوانح اچھی سوانح میں شمار نہیں کی جاتی ہے۔ طلبا پر یہ بھی واضح کیا جائے کہ سوانح اور آپ بیتی میں کیا فرق ہے۔ آپ بیتی میں مصنف اپنی زندگی کے واقعات کو درج کرتا ہے جب کہ سوانح میں مصنف کسی دوسرے اہم شخص کی زندگی کا تفصیل سے بیان کرتا ہے۔

طلبا کو یہ بتایا جائے کہ اردو میں سوانح نگاری کا باقاعدہ آغاز حالی اور شبلی سے ہوتا ہے۔ اردو کی اہم سوانح عمریوں میں خواجہ الطاف حسین حالی کی "حیاتِ سعدی"، "یادگارِ غالب" اور "حیاتِ جاوید" ہیں اور شبلی کی تحریر کردہ سوانح عمریوں "سیرت النبی"، "الفاروق" اور "المامون" وغیرہ کا شمار کیا جاتا ہے۔

اس گفتگو کے بعد پیش نظر سوانح کے متن کی قرأت کسی طالب علم کے ذریعے کرائی جائے۔ مثال کے لیے "نوائے اردو" دسویں جماعت میں شامل "سرسید کا بچپن" کو پیش نظر رکھیں جو خواجہ الطاف حسین حالی کی سوانح "حیاتِ جاوید" سے ماخوذ ہے جس کے مطالعے کے بعد سرسید کے بچپن کے حالات، اُن کا خاندان، رہن سہن کے علاوہ اس عہد کی تہذیب و معاشرت پر بھی بھرپور روشنی پڑتی ہے۔ اس باب کا ابتدائی جملہ ہی بے حد توجہ طلب ہے جس میں وہ صنفِ سوانح کی وضاحت ان الفاظ میں کرتے ہیں:

> "بائیوگرافی کا اصل مقصد ہیرو کے اخلاق و عادات و خیالات کا دنیا پر روشن کرنا ہے۔ وہ اُس وقت تک پورا نہیں ہوسکتا جب تک یہ نہ کہا جائے کہ ہیرو میں اخلاق و عادات اور خیالات کہاں سے آئے؟ اور ان کی بنیاد اُس میں کیوں کر پڑی؟ انسان میں کچھ خصلتیں جبلّی ہوتی ہیں جو بطور میراث کے اس کو پہنچتی ہیں"

طلبا جب سوانح نگار اور صاحبِ سوانح سے اچھی طرح واقف ہو جاتے ہیں تو اس سوانح کی ادبی و علمی اہمیت کی نشان دہی بھی ضروری ہے۔ مثلاً یہ کہ "حیاتِ جاوید" کا شمار اردو کی چند اہم سوانح عمریوں میں ہوتا ہے۔

اس کے بعد متن کی جانچ کا مرحلہ آتا ہے۔ یہاں قواعدی مشق ضرور ذہن میں رکھی جائیں۔ مشق کے لیے کچھ نئے سوالات بنائے جائیں جن سے سبق کا اعادہ ہو جائے۔

5 خودنوشت سوانح / آپ بیتی

آپ بیتی ایک ایسی صنف ہے جس میں لکھنے والا اپنی زندگی کے بعض اہم اور قابلِ ذکر واقعات و تجربات کو دلچسپ انداز میں پیش کرتا ہے۔ آپ بیتی دراصل اپنے بارے میں لکھنا ہے۔ مگر لکھنے والے کا ایماندار ہونا بے حد ضروری ہے۔ اس سلسلے میں بہت سی چیزیں اسے سچ بولنے سے روکتی ہیں۔ چوں کہ ہر شخص اپنے سماج، طبقے اور فرقے کے سامنے جواب دہ ہے، اسی لیے بعض عقائد و نظریات، اقدار اور قوانین اسے سچ لکھنے اور کہنے سے باز رکھتے ہیں۔ بعض حضرات کو ایسی بہت سی باتوں کا اعتراف کرنے میں کوئی تامل نہیں ہوتا جسے عرفِ عام میں جرم یا گناہ سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ بعض ادیبوں کی لکھی ہوئی آپ بیتیاں اپنے اسلوب اور تکنیک کے باعث فکشن کا تاثر پیدا کرتی ہیں۔ بعض لوگوں کی خودنوشت سوانح عمریوں میں خودستائی اور احساسِ تفاخر پایا جاتا ہے۔ اس قسم کی خودنوشت سوانح عمریاں بہت جلد اپنی وقعت کھودیتی ہیں۔

آپ بیتی کے عناصر بہت سے ادیبوں کے یہاں ان کی کتابوں کے مقدمات، دیباچوں یا اُن کے مکاتیب میں مل جاتے ہیں۔ مثلاً باقر آگاہ کے نثری دیباچوں میں ان کے ذاتی احوال ملتے ہیں۔ اسی طرح غالب کے ایک خطوط میں ان کی زندگی کے سلسلے وار واقعات کا مختصر بیان ملتا ہے۔ حالؔی نے بھی مختصراً اپنی آپ بیتی لکھی ہے جسے مولوی عبدالحق نے مقالاتِ حالؔی میں شامل کردیا ہے۔ پہلی معروف خودنوشت سوانح سر رضا علی کا "اعمال نامہ" ہے۔ اس کے بعد اردو میں کثرت سے آپ بیتیاں لکھی گئی ہیں۔ چند اہم خودنوشت سوانح عمریوں میں خواجہ حسن نظامی کی "لاہوتی آپ بیتی"، جعفر تھانیسری کی "کالا پانی"، عبدالماجد دریاآبادی کی "آپ بیتی"، ڈاکٹر اختر حسین رائے پوری کی "گردِ راہ"، بیگم ادا جعفری کی "جو رہی سو بے خبری رہی"، بیگم سعیدہ بانو احمد کی "ڈگر سے ہٹ کر"، جوش ملیح آبادی کی "یادوں کی برات"، کلیم الدین احمد کی "اپنی تلاش میں"، سید ابوالحسن علی ندوی کی آٹھ جلدوں پر مشتمل "کاروانِ زندگی"، قدرت اللہ شہاب کی "شہاب نامہ"، اختر الایمان کی "اس آباد خرابے میں" اور وزیر آغا کی "شام کی منڈیر سے" وغیرہ اہم ہیں۔

5.1 خودنوشت سوانح / آپ بیتی کی تدریس

"خودنوشت سوانح / آپ بیتی" پڑھانے کے لیے معلّم جب جماعت میں داخل ہو تو جماعت کی فضا کو دلچسپ بنانے کے لیے جماعت کے کسی طالب علم سے اُس کی پیدائش، خاندان اور زندگی کے چند اہم اور یادگار واقعات سنانے کے لیے کہے۔ جب طالب علم تفصیل سے بلا جھجک حقائق و واقعات کو بیان کردے تو معلّم اسے یہ بتا سکتا ہے کہ اپنی زندگی کے حقائق اور واقعات کا بیان ہی آپ بیتی ہے۔

مختصر طور پر یہ بھی کہا جاسکتا ہے کہ آپ بیتی جسے خود نوشت سوانح بھی کہتے ہیں، ادب کی ایک اہم غیر افسانوی نثری صنف ہے۔ اس میں کوئی فرد اپنی زندگی کے واقعات کی روشنی میں اپنی آپ بیتی اس طرح بیان کرتا ہے کہ اس کی ذات اور شخصیت پورے طور پر عیاں ہو جاتی ہے۔ اس عمل میں آپ بیتی لکھنے والے کی زندگی بچپن سے بڑھاپے تک مرکز میں رہتی ہے لیکن اس کی ذات کے علاوہ چند دوسرے اشخاص کا ذکر بھی آپ بیتی میں ضمنی طور پر آتا ہے۔ کسی آپ بیتی میں زندگی کے کسی خاص دور یا واقعے پر بھی روشنی پڑ سکتی ہے۔ آپ بیتی میں مصنف سے یہ امید کی جاتی ہے کہ اس نے اپنی زندگی کی سچائیوں کو تحریر کیا ہوگا۔ اکثر ہوتا بھی یہی ہے مگر بعض آپ بیتیاں ایسی بھی ملتی ہیں جن میں آپ بیتی لکھنے والوں نے حد درجہ مبالغے سے کام لیا ہے۔

طلبا کو یہ واقف کرانا ضروری ہے کہ اردو میں خودنوشت سوانح کی روایت بیسویں صدی کی تیسری دہائی سے ملتی ہے۔ تدریس کے دوران طلبا کو ان کے بارے میں بتانا چاہیے۔ اس کے بعد جس آپ بیتی کے حصّے کو پڑھانا ہو، اس کے لکھنے والے کی زندگی اور اس کی زندگی کے دلچسپ واقعات، اس کے علمی و عملی کارناموں سے طلبا کو بتایا جائے۔ اس کے بعد متن کی بلند خوانی کرائی جائے۔

مثال کے لیے دسویں جماعت کی کتاب نوائے اردو میں شامل "چوری اور اس کا کفّارہ" کو پیش نظر رکھیں۔ اس آپ بیتی میں عبرت اور اصلاح بھی ہے۔ طلبا جب متن کی بلند خوانی کرلیں تو مشکل الفاظ، محاورات، مرکبات، ضرب الامثال اور خاص خاص جملوں کے معنی و مفہوم کی وضاحت اس مرحلے پر کی جاسکتی ہے مثلاً:

"جو شخص کسی کی اصلاح کرنا چاہتا ہے وہ اُس کے ساتھ شیر و شکر ہو کر نہیں رہ سکتا۔ سچی دوستی روحانی اتّحاد کا نام ہے جو اس دنیا میں بہت کم ہوتا ہے۔ صرف اُن ہی لوگوں میں جن کی طبیعت ایک سی ہو، دوستی پوری طرح مکمل اور پائیدار ہو سکتی ہے۔"

دوستی کے حوالے سے یہ جملے اہم ہیں کہ جب تک روحانی اتحاد اور طبیعت میں یکسانیت نہ ہو اچھی دوستی نہیں ہو سکتی۔

اس سبق کے مطالعے سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ مصنف کا آپ بیتی لکھنے کا مقصد کیا ہے؟ کچھ آپ بیتی لکھنے والے اپنے تجربوں اور مشاہدوں میں دوسروں کو شامل کرنا چاہتے ہیں کچھ اپنے نظریے کو پیش کرتے ہیں اور کچھ صرف اپنی یادوں، زندگی کے حقائق و واقعات کو محفوظ کرنا چاہتے ہیں۔

معلّم متن اور اس کے مشقی سوالات کی روشنی میں تدریس کے اس سے بھی زیادہ کارگر طریقوں پر غور و فکر کر سکتے ہیں۔

6 خلاصہ

سفر نامہ، سوانح اور خود نوشت پر گفتگو کرتے ہوئے ہمیں معلوم ہوا کہ صرف سفر کی روداد بیان کر دینے سے اچھا سفر نامہ نہیں ہو سکتا بلکہ اس میں ادبی چاشنی اور قاری کے لیے دلچسپی کا سامان بھی ہونا ضروری ہے۔ اسی طرح سوانح کسی شخص کی شخصیت کو سمجھنے کا بہترین ذریعہ ہو سکتی ہے۔ چوں کہ سوانح ہمیشہ کوئی دوسرا لکھتا ہے اس لیے اس میں زیادہ تر سچائی کا عنصر پایا جاتا ہے۔ ہاں کبھی کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ سوانح نگار اس شخصیت کو زیادہ بہتر طور پر نہیں سمجھ سکا اور لکھتے وقت اس سے کچھ غلطی سرزد ہو گئی۔ ایسی غلطیاں خود نوشت یا آپ بیتی میں کم ہی دیکھنے کو ملتی ہیں۔ چوں کہ خود نوشت مصنف اپنے بارے میں خود لکھتا ہے اس لیے بعض اوقات اس میں غلو کا مادہ بھی شامل ہو جاتا ہے۔ اس کے باوجود اس سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ سفر نامہ، سوانح اور خود نوشت سوانح کسی دور کی تہذیب و تمدن، تاریخ، رسم و رواج، سماجی و سیاسی صورت حال اور ادبی و ثقافتی سرگرمیوں کو جاننے کا بہترین ذریعہ ہیں۔ ****

Disclaimer	آن لائن کورس کے درسی مواد کی ترتیب و تدوین کے لیے این سی ای آر ٹی کی درسی و معاون درسی کتابوں اردو زبان و ادب کی تاریخ، اردو قواعد و انشا، اردو کی ادبی اصناف، رہنما کتاب، اردو تدریسیات، اردو زبان کی تدریس وغیرہ سے استفادہ کیا گیا ہے۔